

ادارہ تحقیقات اسلامی کا



تنقیدی جائزہ

ماڈرن اسلام

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب، اچیا العلوم، مارول کا بنجی لائبریری
رکن اعزازی ادارۃ الحق

ایکے نظر میں

۸۔ عقاید اسلامیہ اور مسائل اجماعیہ

۱۔ فقہ و عقاید کے اعتبار سے شریعت اسلامیہ کا المیہ | اب ان اسلامی عقاید و اجماعی مسائل پر غور فرمایا جائے جن کو ادارہ تحقیقات نے بگاڑا ہے۔۔۔۔۔ ہم نے اب تک جتنی مثالوں کا انتخاب کیا ہے وہ قانونی و اجتماعی معاملات کی ہیں۔ لیکن عقاید کا دائرہ بھی ان سے کچھ کم نہیں ہے (گویا مسلمانوں کا نہ صرف یہ کہ نظام قانون، نظام اجتماع، اور نظام معاملات غلط ہے، بلکہ نظام عقاید بھی) (فکر و نظر جلد ۱، صفحہ ۱۰)۔

۲۔ اسلامی عقائد اور دور جدید | دنیا کے متعلق جدید آدمی کا تصور ہے، باوجود ان تمام اختلافات کے جو اس میں پائے جاتے ہیں، وہ قرون وسطیٰ کے نقطہ نظر اور روایتی طرز فکر سے مختلف ہے، سند کو مان لینا، اور خوش اعتقادی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، اور یہ سکے جدید دنیا میں اب چالو نہیں رہا۔ (مطلب یہ کہ دین اسلام کا مدار نقل اور سند پر ہے، اور دور جدید کی مسخ شدہ عقلیت کو سند کے مان لینے سے خوش اعتقادی کا جن چھو جاتا ہے، اس لئے "اسلام" دور جدید کے لائق شان نہیں رہا، یہ ہے اصل تحقیق، اسلامی) (حوالہ بالا ص ۲۱)

۳۔ معراج نبوی | معراج نبوی جو نزواتِ دین سے ہے، کہے باہر ہے میں فرمایا جاتا ہے یہ ایسی نزوات پرستی کی جس کا قرآن مجید سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، ایک مثال ہے۔ (حوالہ بالا)

۴۔ معجزات نبوی | سب دنیا جانتی ہے کہ معجزہ عداوتِ نبوت کی بدمان ہوتا ہے۔ خود قرآن مجید میں بیسیوں معجزات اور آیاتِ بنیات کا ذکر موجود ہے، جو انبیاء علیہم السلام کو دے گئے۔ لیکن

تحقیقاتی ادارہ کے ڈاکٹر صاحبان کا فتویٰ یہ ہے کہ "غرض قرآن مجید کی واضح تعلیمات کے برخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کثیر التعداد معجزات منسوب کر کے، آپ میں ایک حد تک شانِ ایزدی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی۔" (حوالہ بالا)

۵۔ مسئلہ شفاعت | اسی طرح مسلمانوں کے ہاں شفاعت کے مشہور عام عقیدہ نے جو شکل اختیار کی، وہ عیسائیوں کے کفارہ کے عقیدہ کا جواب تھا۔ (گویا مسلمانوں کے عقاید کافروں سے اخذ کردہ ہیں۔) (حوالہ بالا)

۶۔ مسئلہ کرامت | جب آپ سند کو مانتے ہیں تو اس کا نتیجہ لازماً خوش اعتقادی ہوتا ہے۔ اور خوش اعتقادی ہی اصل مرث ہے ہر قسم کے جادو، ٹوٹکے پر یقین کرنے، کرامات پر زور دینے اور معجزاتی شکل میں روحانی شعبہ بازی کی۔ (حوالہ بالا)

۷۔ اسلام کا بنی اساطیری رنگ میں | "نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک اساطیری رنگ میں پیش کرنے کا یہ عمل جس کا مصدر و منبع ایک سے زیادہ عناصر تھے، "راسخ العقیدہ گروہ" بھی برابر اس میں شریک رہا اور اسے اس نے قبول کیا۔ (حوالہ بالا)

۸۔ عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام | "یہ عقیدہ عیسائیت سے مستعار لیا گیا تھا اور کچھ عرصہ بعد اہل سنت والجماعت کے عقاید کا حصہ بن گیا۔" (جلد ۱ ش ۱۲ ص ۱۱)

۹۔ آمد مجددی علیہ السلام | اسکی دوسری شکل وہ تھی جس نے شیعی حلقوں میں جنم لیا، اور شروع کے صوفیاء کی کوششوں سے اہل سنت والجماعت کے عقاید میں جگہ پائی، یہ تھا مہدویت کا عقیدہ، (حوالہ بالا)

۱۰۔ ایمان دہل کا عقیدہ | (اہل سنت کا یہ عقیدہ کہ آدمی جب تک ضروریات دین کا قائل ہو صرف گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا۔) "یہ ایک انتہاء پسندانہ اقدام تھا، بالآخر یہ اخلاقی لحاظ سے یہ خود کشی کا سانفل ثابت ہوا، یہ عقیدہ، مسیحی عقیدہ استحقاقِ نجات یہ ایمان کا عین مین چربہ بن گیا۔" (جلد ۱ ش ۱۰ ص ۹)

۱۱۔ نماز روزہ دیگر احکام قدامت پرستی کے اطوار | "جب شریعت کے پاس بانوں نے معاشرتی اور اقتصادی پہلو کو نظر انداز کر دیا تو نماز روزہ اور دیگر احکامات جو روحانی اور اخلاقی اقدار پیدا کرنے کیلئے تھے محض قدامت پرستی کے رسمی اطوار میں بدل گئے۔" (فکر و نظر جلد ۲ ش ۲ ص ۹۱)

۱۲۔ ارکان اسلام کا استہزا | اسلام کے پانچ ستون گنائے گئے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے لئے فرش کون سا ہے، دیوار کونسی ہوگی، اور چوٹ کونسی ہوگی، یہ سوالات نہ تو پرچھے جاسکتے ہیں، نہ

ان کا کوئی جواب دیتا ہے، دیوار، فرش اور چھت کا ذکر سننے ہی میں نہیں آتا، جب سنتے ہیں صرف "ستون" ہی کا نام سنتے ہیں۔ "مختصاً" (حوالہ ۱۱)

۱۳۔ زکوٰۃ ٹیکس ہے، اس کا بدلنا مزدی ہے، ورنہ سیکولزم کا خطرہ ہے۔ (فکر و نظر جلد ۲، صفحہ ۲۷ ص ۲۳۵ و جلد ۴، صفحہ ۱ ص ۱۷)

۱۴۔ سود ملال ہے۔ "قرآن کے زمانہ نزول میں صرف وہی جاہلی سود رائج تھا کہ جس سے راس المال کی مقدار دوچند سہ چند بڑھ جاتی تھی، اس چند در چند سود کے عمل کی وجہ سے ربوا کو حرام کر دیا، ورنہ "مفرد سود" کو حرام نہیں کہا۔" (گویا ۱۰۰ روپے پر اگر نادے روپے نادے پیسے سود سے لیا جائے تو معائنہ نہیں کیوں کہ "دوچند" نہیں، البتہ اگر اس پر ایک نئے پیسے کا اضافہ کر لیا گیا تو چونکہ یہ دوچند ہو گیا۔ اس لئے ایسا کرنے والے کو خدا اور رسول سے جنگ کیلئے تیار ہو جانا چاہئے۔) (فکر و نظر جلد ۱، صفحہ ۵ ص ۵۷)

۱۵۔ شراب ملال ہے | ادارہ کے سربراہ کا مشاوری کونسل سے اختلافی نوٹ ملاحظہ کیجئے۔

۱۶۔ شراب کے بارے میں صحابہ کی غلطی | "خمر کے بارے میں تو قرآن کا واضح حکم نازل ہو گیا، لیکن دوسرے مشروبات کے بارے میں قطعی فیصلہ نہیں ہوا، چنانچہ بعض صحابہ (؟) نے خود ہی قیاس کرتے ہوئے دوسرے مشروبات بھی لذت حاصل کئے، ان میں "الغصغ" قابل ذکر ہے۔" (صحابہ کی "قیاس آرائی" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا قابل غور ہے) (جلد ۴، صفحہ ۱ ص ۷۲)

۱۷۔ اگر حکومت سودی کا دوبارہ کی موتی ہو تو وہ ہر طرح جائز ہو جائے گا۔ | "اگر حکومت تجارتی سود کا تمام نظام

اپنے ماتحتوں میں لے لے تو میرے خیال میں اس کے جواز کی گنجائش موجود ہے، کیونکہ فقہ کا اصول ہے "لا ربا بین المولیٰ و عبدہ" "آقا اور غلام کے درمیان سود جائز ہے۔" حکومت اور رعیت کے تعلق کو بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔" (یہی "دوچند سہ چند" کا فلسفہ بھی دھوا رہ گیا، حکومت اس مقدس کا دیوار کو خود کرنے لگے تو بلا کسی شرط اور قید کے جواز کی گنجائش "نکل آتی۔" پھر فقہی عبارت کے ترجمہ اور اس پر قیاسی عبارت کا جو حقیقی شاہکار پیش فرمایا ہے۔ کون کافر ہو گا جو اسکی داد دے بغیر رہے۔ ع۔

ایں سنیں ارکان دولت "ملک را ویراں کنند" (فکر و نظر جلد ۴، صفحہ ۱ ص ۵۷)

۱۸۔ صخر سنی کی شادیاں ناجائز | "قرآن کی نص صریح نکاح کیلئے بلوغ کو شرط قرار دیتی ہے، اس لئے اس کے جواز پر اتفاق کنندگان کو تحریف قرآن بلکہ تحریف سے بھی کچھ زیادہ سخت جرم کے مجرم قرار دینا چاہئے۔" مختصاً (یہ مجرم صحابہ کرام سے یکسر اب تک کے تمام علمائے امت ہیں باستثنائے بعض

اقوال شاذہ، بعید نہیں کہ فرد جرم عائد کرنے والے کے بعض آباء و اجداد نے بھی کسی وقت اس "ناجائز فعل" کی غلطی جائز سمجھ کر کر لی ہو، اس صورت میں کیا کچھ نسبی الجھن پیدا ہو سکتی ہے؟ (فکر و نظر جلد ۱ ش ۸-۷ ص ۴۲)

۱۹۔ چونکہ محدثین فقہ کے دور میں بیشتر علمی مسندوں پر عجمی علماء اور ائمہ قابض ہو چکے تھے، اور چونکہ ان کے اذہان اس "عجبت" کی وجہ سے وراثتی طور پر صغرسنی کی شادیوں سے مانوس تھے اس لئے انہوں نے اسکی جرح و تنقید کئے بغیر اس حماقت کے جواز کا فتویٰ صادر فرمادیا، ورنہ اگر وہ جرح و تنقید فرماتے تو کوئی ایسی بات نہ تھی کہ اس تک ان کی رسائی نہ ہو سکتی۔ (فکر و نظر جلد ۱ ش ۸-۷ ص ۴۹-۵۲) (یہ بھونڈی منطق ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرمنا جاری کر بیجئے، لیکن امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا منطق ہوگی؟)

صغرسنی کے نکاح کا جواز عجمی ائمہ کا نتیجہ ہے۔

۲۰۔ مسئلہ تعدد ازواج [قرآن حکیم نے چار تک بیویاں رکھنے کی اجازت دے دی ہے، اور (ساتھ ہی) یہ ارشاد فرمایا ہے کہ عام حالات میں اہل اسلام: ایک مرد کے لئے ایک ہی بیوی کا ہونا ہی مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر چونکہ عرب معاشرے میں تعدد ازواج کی جڑیں گہری تھیں، اس لئے اس وقت کے معاشرے کے ساتھ مصالحت کرنے کیلئے قرآن نے قانونی سطح پر تعدد ازواج کو ممکن حد تک تحدید اور پابندیوں کے ساتھ قبول کر لیا۔ اور یہ صراحت بھی کر دی، کہ "مثالی اخلاقی معاشرہ" وہ ہے جس میں ایک مرد کی ایک ہی بیوی ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آمد تھی کہ مسلمان اس معاشرے کو تدریجاً اپنائیں گے، بہر حال تاریخی لحاظ سے ہوا اس کے برعکس۔ (کیوں کہ) رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد وسیع پیمانے پر مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئیں، جن کے نتیجے میں مسلم معاشرے میں بہت بھاری تعداد میں باہر سے عورتیں اور لونڈیاں آئیں، اور یہ چیز اس معاملے میں قرآن مجید کے اصل مقصد کیلئے رکاوٹ بن گئی۔ (حاصل یہ کہ اسلام کی پوری تاریخ میں بشمول دور نبوی نہ ادارہ تحقیقات کا "فرمانی مثالی اخلاقی" معاشرہ کبھی قائم ہوا، نہ متنازع نبوی برائی، نہ قرآن کا اصل مقصد کبھی پورا ہوا، بلکہ اسلامی فتوحات اس کے لئے رکاوٹ بنتی چلی گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون) فکر و نظر جلد ۴ ش ۱ ص ۲۰

دبے:- "سواتیوں کی ایک بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر اب تک کے تمام اکابر و اسلاف نے چودہ سو سال تک متواتر تعدد ازواج پر عمل کیا، لیکن کسی نے اسے سنت"

تو نہیں کہا، تو آج ہمیں کیا حق ہے کہ ہم ان حضرات کے علی الرغم اسے سنت قرار دیں؟ (واقعی اس بدیع نکتہ تک کسی کا ذہن پہنچا ہی نہیں، ورنہ اس تحقیق اسلامی کے بعد کس لئے مجال دم زدن رہ سکتی ہے۔) فکر و نظر جلد ۱۱ ص ۱۴

ج۔ تعدد ازواج کے لئے لغت کی جہت میں کوئی گنجائش نہیں۔ (حوالہ بالا ص ۱۶)

د۔ تعدد ازواج قانون تخلیق کے منافی ہے۔ ص ۱۸

۵۔ یہ مشہور بات کہ اسلام عام حالات میں تعدد ازواج کا حامی ہے، ایک ایسی تہمت ہے جس کا قرآن حکیم متعل نہیں ہے۔ (فکر و نظر جلد ۱۱ ص ۲۰) (لیکن اس کا کیا علاج ہے، کہ یہ فرضی تہمت خود قرآن کی قانونی سطح اور تاریخ اسلام کے تسلسل نے لگائی جیسا کہ اقتباس (الف) میں اس کا اقرار خود تحقیقاتی ادارہ تہمت تراشوں نے بھی فرمایا ہے، اس گناہیست کہ در شہر شام نیز شود)۔ واقعہ یہ ہے کہ تعدد ازواج کا مفہوم آیت "مثنیٰ وثلث ورباع" سے جن حضرات نے اخذ کیا، (اور وہ پوری امت ہے) اس میں ان کا کوئی قصود نہیں، قصود اس اصول شکنی کا ہے، جس اس سلسلہ میں سرزد ہو گئی ہے: (پس بیچارے مفسرین اور تمام علماء امت جو نہ تو اس اصول کو سمجھ پاسے جس کا لحاظ یہاں ضروری تھا، نہ انہیں اتنی عقل آئی کہ یہاں کوئی اصول ٹوٹ تو نہیں رہا۔ وہ تو بلاشبہ قصود ہیں۔ البتہ اصول شکنی کو تختہ دار پر کھینچنا چاہیے، کہ وہ آپ سے آپ اس آیت میں کیوں گھس آئی۔) فکر و نظر جلد ۱۱ ص ۳۲

۲۱۔ مسئلہ طلاق | قرآن کریم کی رو سے طلاق صرف تین مرتبہ الگ الگ وقفہ کے ساتھ ہو سکتی ہیں۔

اور ایک عدت کے شروع میں ایک طلاق ہو سکتی ہے: فکر و نظر جلد ۲ ص ۲۲۴

ب۔ قرآن کریم کی رو سے کئی کئی طلاقیں (دو یا تین) ایک وقت میں نہیں دی جاسکتیں، اور نہ مختصر وقفوں کے ساتھ ہی (ایک ایک طہر میں ایک ایک طلاق کر کے) دی جاسکتی ہیں، یہ صورت (جبکہ اکثر ائمہ دین، صحابہ و تابعین قائل ہیں ادارہ تحقیقات کے بقول) قرآنی حکم کو پامال کرنے اور اس کے استحقاق اور استہزا پر مشتمل ہے: فکر و نظر جلد ۲ ص ۲۲۴

ج۔ تمام صحابہ و تابعین، اور ائمہ فقہاء نے بالاتفاق (سوائے امام شافعی) ایک وقت دو تین طلاقیں دینے کو حرام، منوع، اور ناجائز کہا ہے، لیکن اس کے باوجود ان کی اکثریت قائل ہے کہ باوجود حرام، منوع اور ناجائز ہونے کے اگر کوئی شخص ایسی حماقت کر بیٹھے تو تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں، اور بیوی مغلطہ طلعہ پر اس کے لئے حرام ہو جاتی ہے: جلد ۲ ص ۲۳۵

د۔ ”اکثریت کا یہ فیصلہ کیوں ہے۔؟“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کوئی فیصلہ ثابت نہیں، اس سلسلہ کی تمام روایات منہیت بلکہ موضوع ہیں۔ البتہ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ سے یہ فیصلہ ثابت ہے، لیکن ان کا یہ فیصلہ (جو ادارہ تحقیقات کی نظر میں قرآنی روح کو پامال کرنے اور اس کے استحقاق و استہزا پر مشتمل ہے) وقتی ضرورت اور ہنگامی مصلحت کے ماتحت تھا، اور صحابہؓ، تابعین اور ائمہ فقہاء کی اکثریت کا فیصلہ دراصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کے ماتحت تھا، چونکہ وہ ضرورت اور مصلحت اب باقی نہیں رہی۔ اس لئے ہمیں شریعت اسلامی کے ”اصل حکم“ کی طرف لوٹنا چاہئے۔ (اور حضرت عمر، صحابہ، تابعین اور ائمہ فقہاء کی اکثریت کے فیصلہ پر عمل کر کے قرآنی روح کو پامال کرنے اور اس کے استحقاق و استہزا کی مزید غلطی نہیں کرنی چاہئے، بلکہ اس بارے میں اقوالِ شاذہ کو لیکر مسلم فہمی لازم کی روح کو خوش کرنا چاہئے، اور تین طلاق سے مغلطہ عورتوں کو جو صحابہ، تابعین اور ائمہ فقہاء کی اکثریت کے نزدیک قطعی حرام ہو جاتی ہیں، بدستور ان کے طلاق دینے والوں کے پاس قانوناً ٹھہرا کر حرام کاری کا ”شرعی جواز“ ڈھونڈنا چاہئے۔ اور منصوبہ بندی کے طفیل بن باپ کے بچوں کی تعداد میں جو کسر رہ جانے کا اندیشہ اسے یوں پرہیز کرنا چاہئے۔ ناقلہ) فکر و نظر جلد ۲، ش ۷، ص ۲۶۶

۲۲۔ بیٹے کی موجودگی میں پرستے کی میراث | بیٹے کی موجودگی میں پرستے کا وارث نہ ہونا اگرچہ اس کے

خلاف پوری امت میں سے کسی کا معتد بہ قول منقول نہیں، مگر چونکہ یہ بھی علم نہیں کہ اس اجماع کا اعلان الف۔ کب اور کس جگہ کیا گیا تھا، اور بعض لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن و حدیث کی کس نص سے مستنبط ہے۔ اس لئے یہ اجماع حجت نہیں، بلکہ اسے اسباب تحریر میں شمار کیا جائے گا۔ (اور فرض کیا جائیگا کہ اس مسئلہ کو اپنا کرامت دینی تحریر کا فریضہ انجام دیتی رہی، خیر امت اور امت وسط کا یہی مفہوم ہوگا) ناقلہ) فکر و نظر جلد ۳، ش ۴، ص ۳۰۹ - ۳۱۰

ب۔ ”واقعہ یہ ہے کہ ہمارا علم و تہذیب اپنی پوری بے مائیگی کے ساتھ اس علم و تہذیب کا پاسنگ بھی نہیں۔ جو ہمارے فقہاء کرام کا حصہ تھا، لیکن وہ حضرات بہر حال انسان تھے، فرشتے اور معصوم نہیں تھے۔ (پہلی امت اور امت کے علماء و فقہاء مگر فرشتے اور معصوم نہ تھے بلکہ انسان ہی تھے۔ تو ان کے اجماعی مسائل کے ٹھکانے والوں کو وحی، حکایت اور عصمت کا پروانہ کب سے مل گیا، چودہ سو سالہ کہ وڑوں سلف صالحین کو غلط کار، نا فہم، منشاء قرآن و نبوت تک رسائی سے محروم اور تحریف کے بزم قرار دینے کی نسبت ہمارے لئے ”مجتہدان عصر حاضر“ کو نادان فرض کر لینا کیا

مشکل ہے۔؟ دوسرے "دقیق غیر سبیل المؤمنین" کا مصداق کیا ہوگا۔) فکر و نظر جلد ۳ ش ۴ ص ۳۱۱

ج۔ "فقہ کے تحت حرمان کا اصول الاقرب فالاقرب غلط ہے۔" ملخصاً۔ جلد ۳ ش ۴ ص ۳۱۲

د۔ "یہ الاقرب فالاقرب کا اصول قرآنی آیت "ما ترک الوالدان والاقربون" سے مستنبط فرض کیا جاتا ہے۔ لیکن اول تو یہ استنباط صحیح نہیں۔ فقہاء کرام اول تو الاقربون کے مفہوم ہی کو نہیں سمجھ پاسے، ثانیاً ہمارے فقہاء کرام نے یہ اصول تو مستنبط فرمایا، لیکن اس میں انہوں نے کسی باقاعدگی کا لحاظ نہیں رکھا۔ جہاں ہی چاہا اسے نافذ کر دیا، اور جہاں ان کا جی چاہا اسے نظر انداز کر دیا۔" (گویا اول تو یہ تمام فقہاء کے کلام استنباط صحیح کی نعمت سے بے بہرہ تھے، پھر اس کے مواضع استعمال سے بھی ناواقف، بلکہ اس کے نفاذ کا تمام قصہ صرف "جہاں جی چاہا" کے اصول پر مبنی ہے۔ معاذ اللہ۔ ناقلہ) جلد ۳ ش ۶ ص ۴۰۸

۴۔ "لہذا ہم نہایت دیانتداری کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں، کہ یتیم پرستے کی اپنے دادا سے محرومی کسی صحیح بنیاد پر مبنی نہیں۔" (بہیں کسی کی نہایت دیانتداری پر بحث کا حق نہیں، البتہ یہ ضرور ہے۔ کہ ادارہ تحقیقات اسلامی کی "نہایت دیانتداری" تو صرف پرستے کی میراث سے محرومی کو نہیں بلکہ پورے اسلام ہی کو کسی صحیح بنیاد پر مبنی تسلیم نہیں کرتی، بلکہ اسلام کے تمام مجروحہ کو فردوں و سطی کی پیداوار تصور کرتی ہے، بعض کی نہایت دیانتداری پورے اسلام کو غمی سازش کہتی ہے، جن میں خود مقالہ نگار بھی شامل ہیں، اب کس کس کی "نہایت دیانتداری" پر اعتماد کر لیا جائے، کیا اہلیس کی "نہایت دیانتداری" کی منطق ہی نے ہمیں سب سے پہلے دھوکا نہیں دیا تھا۔؟ وقاسمہا انی لکما من انا صمیم، فدلہما بغور) فکر و نظر جلد ۳ ش ۶ ص ۴۱۷

۲۳۔ مسئلہ غلامی [اور (جو کچھ تعدد ازواج کے اقتباس الف میں بیان ہوا) یہی غلامی کے مسئلہ میں بھی ہوا، جسے قانونی سطح پر تو برداشت کر لیا گیا، لیکن اس کے ساتھ ہی ایک ایسا اخلاقی محرک بھی عمل میں لایا گیا کہ اس کی وجہ سے یہ ختم ہو جاتی، اسلامی تاریخ نے اس مقصد کو بھی ناکام کر دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس کے تاریخی دہرہ تھے۔ (یہ دہرہ کچھ بھی ہوں لیکن ادارہ تحقیقات کے ڈاکٹروں نے تاریخ اسلام کے خلاف "قرآنی مقصد" کو ناکام کر دینے کی "فرضی فرد جرم" تو مرتب کر ہی لی۔)

فکر و نظر جلد ۳ ش ۱ ص ۲۰

۲۴۔ غنا اور سماع (گانا بجانا) [الف۔ غنا اور سماع۔ راگ گانے اور سننے کی شرعی حیثیت میں دو مسلک ہیں۔ ایک فقہاء کا جو عموماً اسکی حرمت کے قائل ہیں۔ اور دوسرا محدثین کا جو اسے جائز سمجھتے ہیں۔ اور اسباب کی تمام روایات کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ فکر و نظر جلد ۲ ش ۹ ص ۵۶۶

ب۔ "سماج و غنا کے معاملہ میں فقہاء کی شدت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ایک زمانے میں مسلمانوں میں یہ چیزیں اس حد کو پہنچ گئیں کہ ان سے معاشرہ کی اخلاقی حالت دگرگوں ہو گئی، فقہاء کو "قانون ساز" کی حیثیت سے اس بہود و تعب کے افراط کا تدارک کرنا پڑا ان کے یہ فتاویٰ اسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔"
(کیا فقہاء کے اس فیصلہ کی کوئی بنیاد قرآن و سنت میں موجود نہ تھی؟ یوں ہی "قانون سازی" کے شوق میں انہوں نے یہ "فتاویٰ" صادر فرما دیئے تھے؟ اور کیا آپ کے معاشرہ میں بہود و تعب کے افراط سے معاشرہ کی اخلاقی حالت کچھ کم دگرگوں ہے، کیا "ثینات و معاذف" نے گھر گھر "ڈوم خانہ" بنا کر نہیں رکھ دیا؟ کیا پھر یہ فتاویٰ اسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ کی الٹی منطق اپنے اندر کوئی جان رکھتی ہے۔ ناقل) فکر و نظر جلد ۲ ش ۹ ص ۵۷۵

۲۵۔ حدود اللہ [حدود کی تفصیلات کا حکم اسلامی حکومت پر چھوڑ دیا گیا، مثلاً شراب کی کوئی قسم حرام ہوگی، کتنی مقدار پینے پر کوئی انسان مجرم ہوگا، اور اس میں کوئی استثناء بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ یا مثلاً چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا کتنی مالیت پر جاری ہوگی۔ اور کس قسم کی چوری مجرم قرار پائے گی۔ یہ سب حکومت کی ذمہ داری قرار دے دیا گیا، حدیث میں کچھ تعین کی گئی ہے۔ لیکن تفصیل ہمارے فقہاء نے کی۔" ملخصاً (گویا اسلامی حدود فقہاء کی پیداوار ہیں، اور موجودہ دور کے نام نہاد فقہاء ان میں آزادانہ تبدیلیاں کر سکتے ہیں۔ ناقلہ) فکر و نظر جلد ۳ ش ۹ ص ۶۷۳

۲۶۔ تصویر اور فوٹو [یہ غلط تصور کہ اسلام کا مزاج تصویر اور مصوری کے خلاف ہے؟ ائمہ مجتہدین اذعن۔ کے نقطہ نظر کو نظر انداز کر دینے سے پیدا ہوا۔ اس لئے ہمارے یہاں فوٹو کو حرام سمجھا جاتا ہے۔" ملخصاً فکر و نظر جلد ۱۰ ص ۵۰

ب۔ "حدیث شریف مذاہب اربعہ، اور دوسرے ائمہ مجتہدین کے اقوال سے صرف ایسی تصویر کی حرمت پر اجماع ثابت ہوتا ہے جس کا سایہ ہو، اگر سایہ نہ ہو تو جائز ہے۔ اور چونکہ فوٹو کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ بھی اکثر ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔ (پدر نہ کر دیسرت تمام خواہد کرد) ادارہ تحقیقات کی یہ تحقیقاتی مہم جاری رہی تو فقہاء کے اقوال سے کیا قرآن مجید سے بھی ہر مرد قی کا بوز ثابت کر لیا جائے گا، تصویر کے سایہ دار ہونے یا نہ ہونے کی یہ بحث بھی، یقین کرنا چاہئے کہ عبوری قسم کی ہے۔ جہاں فقہاء کے اقوال سے ہر قسم کا سود جائز کر لیا جائے، وہاں تصویر اور فوٹو کا بوز تو یقیناً آسان چیز ہے۔) فکر و نظر جلد ۱ ش ۱۰ ص ۵۸

۲۵۔ نسلی منصوبہ بندی [امام غزالی سے لیکر ابن عابدین تک تمام فقہاء اور صوفیا اس کے بوز کے قائل

ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے کچھ کہے بغیر ائمہ مجتہدین کے اقوال پیش کر دیے ہیں، جس سے شریعتِ حقہ کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے۔ یہ ملحوظ (واقعی) بڑا احسان فرمایا کہ عزل کے بارے میں اور کچھ اسقاط کے بارے میں آپ سلفہ اقوال نقل کر ڈالے اور بعض بعض ضرورتوں اور مجبوریوں کا ذکر بھی فرما ڈالا، لیکن سوال یہ ہے کہ ۲۹ کروڑ روپیہ صرف کر سلفہ اور مردوں کے ٹیکے لگا لگا کر انہیں ناقابلِ اولاد کر دینے پر ڈاکٹر اور قلمروں نے دالے دونوں کو بیس بیس روپیہ انعام دینے، اور مستورات کے مختلف قسم کے غیر فطری عمل سے دھم کا موہنہ بند کر دینے اور برسبر عام اسے ایک ہم کی حیثیت سے اسے پھیلانے، اور قومی فدایت کافی نہ ہوں تو اس کے لئے غیر ملکی امداد طلب کرنے کی تصریح بھی کتابوں کے کسی گوشے سے ڈھونڈ نکالی ہوتی، یا ہم توقع رکھیں کہ یہ کام اسلام کے آئندہ اڈیشن میں سرانجام پائے گا۔؟ اور کہیں سے یہ عبارت بھی نکال لی ہوتی کہ منصوبہ بندی کی اس مقدس تحریک سے پیدا ہونے والے بن باپ کے معصوم بچوں کیلئے تربیت گاہیں کھولنے کا منصوبہ بھی عین اسلامی (مزاج ہے۔ مناقب) فکر و نظر جلد ۲ ش ۵-۶ ص ۳۴۴

۹۔ پھر بھی دعویٰ ہے کہ مسلمان ہیں ہم

ادارہ تحقیقات اسلامیہ کے طے شدہ نظریات اور بعض صریح کفریات کی کچھ مثالیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں، ہمیں ان پر قطعاً حیرت نہیں، اس لئے کہ ادارہ کے رجال کار جس ذہنی فضاء آغوش تربیت اور فیضانِ نظر سے پروان چڑھے ہیں۔ فطرتاً ان چیزوں کے علاوہ کی توقع اس سے کہاں کی جاسکتی تھی، لیکن بایں ہمہ ان کا دعوائے اسلام ہمارے لئے سامانِ صد حیرت ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے معذور ہیں، کہ جس دین کا ماضی ان کے بقول اس قدر تاریک اور عبرتناک ہے، اس کے نام کے استعمال کا تکلف کیوں فرمایا جاتا ہے۔ گویا ادارہ تحقیقات اور اس کے ارباب فکر و نظر کا اسلام بھی بی تمیزہ کا وضو ہے۔ کہ عقل الہی کو عام انسانی بصیرت کی سطح پر لاؤ، لیکن اسلام میں فرق نہیں آئے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریح اور قانون سازی کے مقام سے معزول کرو، وہ تب بھی باقی رہے گا، قرآن و سنت کے فیصلوں پر وقتی اور ہنگامی منطلق کے رندے چلاؤ، نصوص کا مذاق اڑاؤ، جس حکم کو چاہو منسوخ کر ڈالو، اور شوق سے مسلمان کہلاؤ، مغربی مفکرین کے کہنے پر اسلام کی تفسیر بدل ڈالو، کتاب خداوندی کو الٹ جتنی پہناؤ، اسلام کے ہر مسئلہ کو استشراتی دور میں سے دیکھو لیکن اسلام پھر اسلام رہے گا۔ "روایتی"، "اساطیری"، "قدامت پرستی"، "روایت پسندی" قسم کی مہذبہ صورتیں اسلام کو سناؤ، تمام اسلامی عقاید کو خوش اعتقادی، توہم پرستی اور عیسائیت سے درآمد قرار دو مگر یہ یقین

بھی رکھو کہ اسلام محفوظ رہے گا۔ امت مسلمہ کی پوری تاریخ پر طعنہ زنی کرو، امت کے اعمال، امت کے عقائد، اور امت کے اجتماعی فیصلوں کو ایک ایک کر کے جھٹلاتے رہو، اور ساتھ ہی ساتھ اسلامی قانون مرتب کرنے کا اعلان بھی کرتے جاؤ، امت مسلمہ کے محدثین پر معاصرانہ واقعات کو ذات نبوی سے خواہ مخواہ منسوب کر ڈالنے کی تہمت تراشی کرو، اور ان پر تاریخ سازی کا الزام لگاؤ، فقہائے امت پر ذاتی آزاد یہودی روایات، باز نظمی نظام، اور ایرانی معاملات کو شریعت بنا دینے کا بہتان باندھو، امام شافعی سے لیکر مجدد الف ثانی تک تمام مشاہیر اسلام پر انسانیت سے روگردانی اور اسلام پر ظلم کا الزام لگاؤ، لیکن فراموش کرو کہ اسلام کا بال بیکا نہ ہوگا، دین اسلام کے ایک ایک شعبہ کو قرون وسطیٰ کی پیداوار اور عہد وسطیٰ کے فقہاء کی رنگ آمیزی ثابت کرو، لیکن محال نہیں کہ اسلام ٹوٹ جائے۔ حدود اللہ کا انکار کرو، زکوٰۃ کو ٹیکس بتلاؤ، سود اور شراب کی حلت کے فتوے صادر کرو، اور ارشادات نبوت کو انحل بے جود، اور مصنوعی بتلاؤ، لیکن فرض کرو کہ اسلام بدستور رہے گا، گویا حج رند کے رند ہے اور ہاتھ سے جنت نہ گئی۔ ادارہ تحقیقات کی تحقیقی مطلق کہ اگر ایک لمحہ کیلئے تسلیم کر لیا جائے، تو اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ اسلام ہر اعتبار سے صفر ہے۔ معاذ اللہ، موجودہ دور کے نئے خدا اور رسول کا کوئی قطعی حکم نہیں، جسے من و عن سر آنکھوں پر رکھا جائے، اسلامی ذخیرہ میں کوئی عقیدہ اور عمل ایسا نہیں جسے قطعی اور یقینی کہا جاسکے، بلکہ کل اسلامی سرایہ نظنون داوہام کا ڈھیر ہے، جسے موجودہ دور کے متجددین چھان پھٹک کر اس میں سے اپنے حسب حال کچھ اجزاء کا انتخاب کر لیں گے، اور ان پر نئے ہزلیات کی عمارت استوار کی جائے گی، یہ ٹھیک دہی نظریہ ہے جس پر سان الحکمت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل تنقید فرمائی ہے۔

باجملہ در دست با، سیچ چیز از شریعت آنحضرت حاصل یہ کہ اس صورت میں ہمارے ہاتھ میں شریعت
مسلے اللہ علیہ وسلم از نوع اول نباشد، و امت محمدیہ کی نوع اول (یعنی علوم یقینیہ) کی کوئی چیز نہیں
نظنون خود را عمل کند، و ثبوت عمل بہ نظنون در رہتی، اور امت اپنے نظنون پر عمل پیرا رہے گی، اور
جزئیات شریعت ثابت نیست الا باجماع جزئیات شرعیہ میں غن پر عمل کرنا بھی طبقہ اولیٰ کے
طبقہ اولیٰ، پس آن نیز محقق نباشد، پس اجماع سے ہی ثابت ہے، جب اجماع ثابت نہ ہوا
بیکس ایوم مکلف حکم شرعی نیست۔ تو یہ بھی ثابت نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوگا، کہ آج کوئی شخص
لعنة الله والملائكة والناس اجمعين على هذه العقيدة بھی کسی شرعی حکم کا مکلف نہیں ہے۔ اس
الباطلة۔ (ازالۃ الخفا ۲ ص ۲۱، طبع جدید) عقیدہ باطلہ پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور
تمام انسانوں کی لعنت۔

۱۰۔ حرفِ آخر

آخر میں ایک تلخ حقیقت کا اظہار ضروری ہے، وہ یہ کہ ادارہ تحقیقات کے مفکرین نے کئی جگہ یہ دھمکی بھی دی ہے، کہ اگر قرآن و سنت اور دین و شریعت میں تغیر و تبدل کی اجازت نہ دی گئی، تو اسلامی حکومتیں ٹر کی کی طرح مذہب کو قانونی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گی، اور ہم اسلام کو چھوٹنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ (ملاحظہ ہو فکر و نظر ج ۲ ش ۴ ص ۲۳۵) دو دیگر مقامات۔

ہمیں یہ کہنے کی اجازت دیجیئے، کہ اگر آپ نے شریعت مطہرہ کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے اور قرآن و سنت کے نصوص قطعیہ کو تبدیل کر دینے ہی کا فیصلہ کر لیا ہے تو اطمینان رکھئے، آپ کو لازمہ ہدایت کے باقاعدہ اعلان کے تکلف کی کچھ حاجت نہیں، اس نظریہ کو اپنا لینے کے بعد بغیر کسی قسم کا اعلان کئے آپ کو وہ نعمت مل جاتی ہے جس کے آپ دل و زبان سے خواستگار ہیں، پھر یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ اسلام کو ایسے خود غرض، مفاد پسند اور مطلب پرستوں کی ضرورت بھی کہاں ہے، جو محض اس بنیاد پر ترک مذہب کے لئے بے چین ہو جاتے ہوں، کہ مذہب ان کی خود روی اور خود رانی پر قدغن کیوں لگاتا ہے۔ البتہ ہم اتنا ضرور عرض کریں گے، اگر تم اسلام کا نام باقی رکھ کر اسلام کے مفہوم اور اسکی صحیح تعلیمات کو بدل ڈالو گے، تو اپنی ذات اور اسلام دونوں پر ظلم کرو گے، اور اگر ترک مذہب کا راستہ اختیار کرو گے تو اس ظلم کا تعلق تنہا تمہاری ذات سے ہوگا، ہمارے خیال میں آپ کیلئے دوہرے ظلم کی نسبت اکہرے ظلم کا برداشت کر لینا آسان ہوگا۔

حاصل یہ کہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ کی موجودہ روش ان الفاظ کی مصداق ہے، جو لسانِ حکمت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”زنادقہ جاہلیت“ کے بارے میں لکھے ہیں :

”والزنادقة يجلبون على الغنم الابتر لا يستطيعون التحقيق التام الذي قصده صاحب الملة ولا يقلدونه ولا يسمونه فيما اخبر- فهم في ريبه يتردون على خوف من ملتهم، والناس ينكرون عليهم ويرونهم خارجين من الدين، خالعين ربة الملة عن اعناقهم، واذا كان الامر على ما ذكرنا من الانكار وقع الحال فخرجهم لا يضر (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۱۲۵ - منیرہ)

ترجمہ :- اور زنادیق لوگ قطرۃ ”فہم ناقص“ رکھتے ہیں۔ وہ اس امر کی پوری تحقیق نہیں کر پاتے جو صاحبیت کا مقصود ہوتا ہے، نہ وہ صاحبِ ملت کی تقلید کرتے ہیں، نہ ان امور کو تسلیم کرتے ہیں جن کی خبر

صاحب ملت نے دی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے شکوک و شبہات میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ وہ اپنے مامول کے لوگوں سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ (اس لئے کھل کر انکار دین کی جرأت نہیں کرتے) اور لوگ ان کو برا بھانتے ہیں۔ اور دین سے خارج سمجھتے ہیں، اور جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے مذہب کا بڑا اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے، اور جب ان کے انکار، اور بدعالی کا معاملہ اس نقطہ پر پہنچا ہوا ہے، جو ہم نے بیان کیا، تو ان لوگوں کا دین سے خارج ہو جانا قطعاً معصوم نہیں۔ یہ عبارت ہر دور کے ملحدین اور زندیقوں کے طرز عمل، طرز تحقیق، طرز فکر اور اندازہ اصلاح پر بہترین تبصرہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ آئینہ میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے ارباب فکر و نظر کی اصل شکل و صورت پوری طرح عکس پذیر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ ادارہ اپنی اور اپنے ادارتی احباب کی بدترین شکل اس آئینے میں دیکھ کر اصلاح کی کوئی فکر کرے گا۔؟ یا سیاہ فام حبشی کی طرح اس آئینے ہی کو پھینک ڈالنے پر قناعت کرے گا۔ حق تعالیٰ اسلام کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

منظر گڑھ میں۔۔۔ محمد عمر صاحب نزد جامع مسجد محلہ والی خان گڑھ ضلع منظر گڑھ
حیدرآباد میں۔۔۔ محمد امان اللہ حمزہ گھاس مارکیٹ حیدرآباد
بلوچستان میں۔۔۔ وزیر محمد شارع مسجد سبی۔ بلوچستان
لاہور میں۔۔۔ کاشانہ ادب کچہری روڈ انارکلی۔ شمس الدین یک سلیز سلم مسجد انارکلی لاہور
میانوالی میں۔۔۔ اعظم بک ڈپو اردو بازار بجکر ضلع میانوالی
نوشہرہ میں۔۔۔ حمید نیوز ایجنسی جی۔ ٹی۔ ایس اڈہ۔۔۔ جمال دواخانہ بازار زرگراں نوشہرہ
شکارپور میں۔۔۔ غلام قادر ڈھک بازار شکارپور سندھ
کراچی میں۔۔۔ عوامی کتب خانہ بندر روڈ کراچی ۲
راولپنڈی میں۔۔۔ صوفی بشیر احمد جامع مسجد ڈلہوڑی روڈ راولپنڈی صدر
بنوں میں۔۔۔ ماسٹر جمال الدین مسجد شہید بابا۔ بنوں
پشاور میں۔۔۔ افضل نیوز ایجنسی چوک یادگار پشاور شہر
انگلینڈ میں۔۔۔ مولانا غفر الدین صاحب۔ برٹنگھم۔۔۔ کے راؤ انٹرنیشنل تبلیغی مشن
روڈیشیا میں۔۔۔ مولانا بہادر ایر بلادیو

ماڈن اسلام